عربی شاعری و خیالات کا اثر پرووفنساو اطالیہ کی شاعری پر

از

جناب ڈاکٹر محمود احمد صاحب صدیقی
(ریڈر فیسر یونیورسٹی الہ آباد)

آٹھویں صدی عیسوی کے وسط سے تیرہویں صدی عیسوی کے آغاز تک عربوں
کی شاندار فتوحات اور علم نوازی روز روشن کی طرح نمایاں ہے کیمیا، Chemistry
فلسفہ، Philosophy طب، Medicine ریاضیات، Mathematics
نجوم وتنجیم، Astronomy and astrology موسیقی، Music زراعت،
Agriculture جغرافیہ، Geography کے عرب محسنین کو مثلاً ابن جبیر -- Ibn
Jaber رازی، Razes فارابی، Farabi زریاب، Zaryab ابن سینا، -- A
vicenna ابن رشد، Averroes عمر خیام Omar Khayyam ابن الہیثم، Ibnal Haitham
المعری، Almarri الغزالی Alghazali ابن باجہ، Avempace
الکندی، Alkindi ابن طفیل، Ibn Tufail البیرونی، Albiruni
ابن خلدون، Ibn Khaldun ابن البیطار، Ibnal Baitar ادریسی، Idrisi
وغیرہم کو تاریخ فراموش نہیں کر سکتی بغداد و شام میں یونانی سریانی علوم کے ترجمے ہو رہے
تھے۔ نصرانی، یہود بھی عرب کے اس چشمۂ فیض سے سیراب ہو رہے تھے پھر یہ علوم انھیں
یہود، نصاری اور مسلمانوں کے ذریعہ اندلس پہنچے جس کی موافق سرزمین نے اس میں چار چاند
لگا دیے دوسری طرف یورپ میں جہل، لغو و فاسد عقائد کی ترقی ہو رہی تھی کلیسا کی حالت
بھی دگرگوں اور ناگفتہ بہ تھی۔ مسیحی کلیسا بہت سے ایسے علوم و آداب کا مخالف تھا جن سے

وہ مسیحیت کے خلاف دہریوں اور بت پرستوں کی پیداوار سمجھتا تھا بعض راہب اپنے عبادت خانوں میں اور بعض علماء اپنے گوشوں میں کسی پرانی نحو یا تاریخ کی کتاب کا درس دیتے تھے یہ فکری عمل ایک انفرادی حیثیت رکھتا تھا۔ شارلیمان Charlemane المتوفی ۸۱۳ء نے اپنے محل میں امیرزادوں کے لئے ایک مدرسہ قائم کیا تھا لیکن اس کی وفات کے بعد امراء اور کلیسا بلکہ خود باہم امراء میں نزاعات پیدا ہو گئے جنہوں نے پرانی آبادیوں کے نشانات مٹا دیئے اور جو علوم حاصل کئے تھے انھیں معدوم کر دیا۔ یورپ کی ان دنوں یہ حالت تھی جس کو طلیطلہ (Toledo) کے ایک عالم صاعد ابن احمد المتوفی ۱۰۷۰ء نے یوں بیان کیا ہے "چوں کہ ان لوگوں کے سروں پر آفتاب کی شعاعیں بالکل سیدھی نہیں پڑتیں اس لئے ان کی آب و ہوا سرد اور ماحول ابر آلود رہتا ہے اس لئے ان لوگوں کے مزاج ٹھنڈے اور ان کی طبیعتیں اجڈ ہیں ... ان میں جودت طبع اور بصیرت نام کو نہیں۔ بلکہ اس کے بجائے ان پر بے وقوفی اور کند ذہنی مسلط ہے"[1] لیون Leon اور نبرہ Navarra اور بارشلونا Barcelona کے حکمراں اپنی ضرورت میں قرطبہ سے رجوع کرتے تھے اس اسلامی حکومت کی وہ شہرت تھی کہ اگر ایک طرف جرمنی کی ایک ساکزن راہبہ نے اس کو "نگینۂ عالم" کا لقب دیا تو دوسری طرف ایک مصنف نے اس کو "دلھن" سے تشبیہ دی اور اس کے علوم و فنون کو اس کا زیور قرار دیا۔ پروفیسر ڈوزی اپنی کتاب "تاریخ مسلمانان اندلس" میں لکھتے ہیں کہ "اس شہر میں ہر قسم کے علوم و فنون کی تعلیم دی جاتی تھی ابتدائی مدارس اعلیٰ درجہ کے موجود تھے اور بکثرت تھے یہ وہ زمانہ تھا کہ عیسوی یورپ میں سوائے پادریوں یا ایسے لوگوں کے جو حکومت کے بڑے عہدے رکھتے تھے سب ناخواندہ ہوتے تھے لیکن اندلس کے مسلمانوں میں تقریباً ہر متنفس پڑھا لکھا ہوتا تھا"[2] اسی اندلس میں عربی شاعری میں "معنویت" مصوری اور تاثیر کی وجہ سے بڑی دلکشی پیدا ہو گئی تھی گویا اشعار محض زبان سے نہیں بلکہ

---

[1] پروفیسر حتی "عرب در اسلام" [2] "اندلس کا تاریخی جغرافیہ" مرتبہ محمد عنایت اللہ

دل سے نکلتے تھے۔ شاعری ہی سے لوگوں کا درجہ بلند ہوتا تھا تعلیم کی عام اشاعت کی وجہ سے اندلس کی عورتوں تک نے بڑی ترقی کی اور شلب silves اور وادی آش The Andaluso میں شعر و شاعری کا اتنا عام مذاق تھا کہ شاید ہی کوئی ایسا آدمی تھا جو شاعر نہ تھا حتیٰ کہ ایک کاشتکار بھی برجستہ شعر کہہ سکتا تھا۔ اندلس میں علوم و فنون کا سیلاب آگیا اور شائقین علم ان سرچشموں سے جو قرطبہ cordova، طلیطلہ Toledo، اشبیلیہ Seville اور غرناطہ Granada، میں عربی شاعری میں سے پھوٹے تھے فیض یاب ہوتے تھے ایسا یعنی یونیورسٹیوں میں عیسائیوں کی تعلیم اور صقلیہ Sicily میں مسلمانوں کے علوم و فنون سے متاثر ہونا اور باہمی تجارت نے نصاریٰ کو عربوں سے ملنے جلنے کا کافی موقع دیا صلیبی لڑائیوں نے بھی crusade نے بھی ان کے باہمی تعلق و ارتباط کو منقطع نہیں کیا بلکہ دونوں میں اور زیادہ ارتباط ہوگیا عرب جب سرزمین فرانس میں داخل ہوا اور ان کے جنوب میں متوطن ہو کر کاشت میں مصروف ہوا تو ان کی لڑکیوں سے شادیاں کیں ان کے یہاں سے باہمی تجارت کا سلسلہ بھی رہا اور بہت سے شہر مثلاً نربون Narbonne اور قرقشون carcassone کو آباد کیا اور ان کے قیدیوں کو پکڑ کر جامعہ قرطبہ University of Cordova کی تعمیر میں اور دوسری عمدہ عمارتوں کی تعمیر میں مشغول کیا (مثلاً قصر الزہرا ۔ الحمراء ۔ القنطرہ وغیرہ) تو آپس میں خلط و ملط میں اور اضافہ ہوگیا اس طرح دونوں قوموں میں تبادلۂ خیالات ہوتے تھے مسلمان اس وقت بڑی ترقی پر تھے تمدن و تہذیب دونوں ہی لحاظ سے اپنے مسیحی پڑوسی سے بہت سبقت لے گئے تھے یورپ والے مسلمانوں کی یونیورسٹیوں سے استفادہ کرتے تھے جس کی ایک روشن مثال سلسفتر ثانی Sylvester II کی ذات گرامی ہے اس کا نام جربر Gerbert تھا (۹۳۰ - ۱۰۰۴م) لاطینی زبان میں علوم لاہوتیہ حاصل کر کے طلب علم میں اندلس آیا اس نے نہ صرف صقلیہ Sicily میں قرطبہ Cordova میں اس قدر عربی ادب حاصل کیا کہ عربی وزن و قافیے میں عربی زبان میں متعدد قصائد کہے تھے

اور اسی علم کی وجہ سے فرانس اور اٹلی میں اتنا تفوق حاصل کیا کہ مسند پوپ پر "المرتبۃ البابادیۃ" ۹۹۹ سے ۱۰۰۳ تک سلفسٹر دوم Sylvester II کے نام سے فائز رہا۔ جب اندلس سے ایک متبحر عالم ہو کر واپس ہوا اس کے علم و فضل کو دیکھ کر لوگوں نے اس کو جادوگر سمجھا بادشاہوں نے اپنے لڑکوں کی تعلیم کے لئے ان کو منتخب کیا یہی وہ شخص ہے جس نے ارقام عربی کو جس کو ہم ارقام ہندی کہتے ہیں یورپ میں رائج کیا۔ ورنہ وہ لوگ لاطینی زبان کو بمنزلہ حروف ابجدیہ استعمال کرتے تھے۔ طلبہ اس کے پیچھے پیچھے دوڑے اور شعراء عرب اور ان کے ادیبوں کی تقلید کرنے لگے فرانس کے لوگ جو عرب کے پڑوسی تھے لاطینی زبان سے اعراض کرنے لگے اور عربی اشعار اور ان کے ازجال سیکھنے کی طرف مائل ہو گئے اسپین کی شاعری نے رسمیاتی قیود سے آزادی حاصل کر کے نئی نئی بحریں اور دلکش طرز اختیار کر لیا تھا جو جدید شاعری میں نمایاں ہے رزمیہ نظمیں اور عشقیہ غزلوں میں روحانی احساسات کو ظاہر کیا جانے لگا تھا نغمہ و موسیقی اور حسن ترنم شاعری کی جان تھی اسی طرز شاعری سے نصاریٰ بہت متاثر ہوئے اور عربی تغزل کے دونوں طریقوں موشحات اور ازجال کو قشتالیہ cantiones کی مقبول طرز villancica کی صورت میں فروغ ہوا اس طرز کو عیسائی گیتوں اور میلاد مسیح کی نظموں میں استعمال کرتے تھے اسپین نے اس خاص طریقہ کی ترقی کی جس کو strophic measures کہتے ہیں جس کی ایک قسم موشح Muwashshah (girdled) ہے اور اسی کا ایک جز زجل Zazal یا bilingual ہے جو ولانسیکو villancico کے بالکل مماثل و مشابہ ہے ان کے باہمی مماثل و انطباق میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں یہ کسی طرح قرین قیاس نہیں کہ ایسا انطباق صرف مصطلحات تک محدود رہے یا صرف ایک قسم کی شاعری میں رہے اگرچہ Romance افسانوی نظم میں مستند عربی عنصر کم ہی کیوں نہ ہو اس نے بروفنسا کی شاعری پر بہت اثر کیا۔ بروفنسا کی زبان اٹلی وغیرہ میں بھی بولی جاتی تھی عربی زبان سسلی۔ بروفنسا۔ اٹلی میں

شعر و شاعری کی عام زبان ہو گئی تھی عربی فوج اور ان کے سپہ سالار بھی قوافی کا ذکر دلوں پر اثر کرتے تھے اس کی اشاعت میں وہ لوگ بہت سرگرم تھے ان مقامات کے پرانے طبقوں کے گیتوں کا بڑا حصہ اور ولایت جو الکین کے شعرا کے بہت سے گانے صرف اندلس کے عربی شعرا کے قصائد پر مشتمل تھے عربی شاعری جہاں گئی وہاں شعر گوئی کا مذاق بڑے زور و شور کے ساتھ فروغ پاتا رہا بے شمار اشعار ایک دوسرے تک منتقل ہوتے تھے ادنیٰ اعلیٰ سب ہی اس کے مداح نظر آتے تھے لفظوں کے اتار چڑھاؤ حسن ترنم سے محظوظ ہوتے تھے اس زمانے میں فرانسیسی زبان اور اس کے ادب کو ایسی صورت حال پیش آئی جو ان حالات میں قدرتاً زبانوں کو پیش آتی ہے اس زمانہ میں مسلمہ طور پر عرب اور یونان بہت زیادہ متمدن تھے اس لئے فرانسیسی زبان قدرتاً عربی زبان سے متاثر ہوئی سڈیلیو Sedelleos لکھتا ہے کہ فرانسیسی زبان میں لاطینی زبان سے زیادہ عربی زبان کی نادر تعبیریں داخل ہوئیں لامنس Lamensa کے بیان کے مطابق فرانسیسیوں نے اپنی زبان میں تو سو عربی الفاظ داخل کئے[1] عربوں نے شاعری کی جو روح مغرب میں موشح اور زجل کی صورت میں پھونکی تو ان لوگوں کو جو عربی میں ماہر ہو رہے تھے اس سے حد درجہ شغف ہوا یورپ میں شاعری کی ترقی ابھی نہیں ہوئی تھی صرف کچھ گانے اور گیتیں اس کی شاعری تھی "عربوں کے اختلاط نے یورپ کو لاطینی اقوام کے شعر کے معنی بتائے اور جو چیز پسند آئی اسکو عربوں سے سیکھا اور عربوں کی شاعری کے دوسرے اصناف رزم، بزم عشق و محبت کو کام میں لائے" (تمدن عرب از لیبان) ابو عبد اللہ نے جب سے اپنا درد انگیز موشحہ اپنی محبوبہ مریم کی قبر پر پڑھا تھا اس وقت سے شاید ہی کوئی امیر ہوگا جس کے نام کو عاشقانہ قصیدوں یا رزمیہ نظموں نے زندہ نہ رکھا ہو اس میں اشبیلہ Sevellaa کا آخری بادشاہ معتمد نا قابل فراموش ہے پادری حضرات بھی تاثرات سے خالی نہ تھے بلکہ تقریباً عربی تمدن کے نمائندے نظر آنے لگے تھے ان میں شاعری کا شوق پیدا ہو گیا تھا قرطبہ Cordova طلیطلہ Toledo اشبیلیہ Sevelle اور غرناطہ Grenada کے

[1] فرانسیسی عربی مشتق الفاظ پر ایک نظر از لامنس

سرچشموں سے تشنگانِ علوم اپنی پیاس بجھانے دور دراز ممالک سے آتے تھے اس طرح درمیانی تبدیلی کا ایک آلہ medium of transmission یہی زجل اور اس کا مقابل و مماثل villancico تھا خوش قسمتی سے اس خاص قسم کے ادب کا قیمتی حصہ زمانہ کے دست برد سے محفوظ رہ گیا تھا یہ تقریباً ۱۵۰ قطعات ہیں جن کو ایک اندلسی شاعر ابن قزمان ۱؎ نے بارہویں صدی کے ابتداء میں مخلوط محاورہ میں لکھا تھا، ابن قزمان تروبادور troubadours کا ہم عصر تھا اس کی شاعری کی مصطلحات قوافی عروض و اوزان کے لحاظ سے بالکل عربی ہیں بحریں لفظی accentual ہیں ارکان تہجی کے مطابق نہیں (syllabic) اس نے اپنے ابیات نہایت ہوشیاری سے نظم کئے ہیں جو گانے والی جماعت کے ذوق کے مطابق ہے کیونکہ اس کی اکثر نظمیں بقول Ribera ایک ڈرامائی اور افسانوی داستان ہے جو سڑکوں پر گانے والی جماعت کے لئے لکھی گئی ہیں ان ابیات کا موازنہ پروفنسالی شاعر کے مقفیٰ طریقہ کار سے ایک نمایاں مطابقت ظاہر کرتا ہے William of Poiter کی نظمیں ان بحروں میں لکھی گئی ہیں جو ابن قزمان کی بحروں کے بالکل مماثل ہیں بلکہ بعض تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ اس تجویز کی ہم آہنگی کے مطابق معلوم ہوتے ہیں جو گویوں کی جماعت کے لئے بنایا گیا تھا۔ اور Provencal پروفنسالی شاعری میں جو اوزان و قوافی کا استعمال پایا جاتا ہے اور بالیقین پایا جاتا ہے اس کے وجود کا کوئی بنیادی ثبوت ان کے یہاں نہیں ہے بخلاف اس کے اندلسی گویوں کی شاعری اب تک ان کی مقفیٰ اور موزوں شاعری میں موجود ہے جس کا اثر پروفنسال Provencal شاعری سے الفانسو کی نظموں میں یا متاخرین اندلسی شاعروں کے اشعار میں اب بھی ممتاز کیا جا سکتا ہے۔ بہرحال فرانسیسیوں کے فقراء و مساکین گیارہویں صدی میں اشعار پڑھتے اور عربی مدائح خوش الحانی سے گاتے تھے اور دروازہ دروازہ، راستے راستے دستِ سوال دراز کرتے تھے تو لوگ ان کے الفاظ کے حسن ترنم کو سن کر مسحور ہو جاتے تھے اور داد و دہش کی بارش ہونے لگتی تھی اور یہ ان کے اقوال کے فہم و ادراک یا نزاکت کی وجہ سے

۱؎ Legacy of Islam

نہیں بلکہ غایتِ شوق میں کہ کس قدر خوش لحن اور خوش نغمہ اور سرور افزا یا دردناک قوافی میں گاتے ہیں، رومانی زبان دو حصوں میں منقسم ہو گئی تھی ایک کا نام لسان اوق (۱) Langued'oc تھا اس کو اہلِ جنوب خاص کر بروفنسا Provence کے رہنے والے بولتے تھے دوسرے کا نام لسان اویل Langued'oil تھا اس کو اہلِ شمال خاص کر جزیرہ فرانسا France بولتے تھے اور یہ وہ حکومت ہے جس کا دار السلطنت پیرس Paris ہے شمالی شعراء کو تروفیر Trouveres کہتے تھے اور جنوبی شعراء کو تروبادور Troubadours کہتے تھے تروبادور وہ لوگ ہیں جو بروفنسا کی حکومت میں مداحوں کی ایک قسم تھی، یہ لوگ ایک محل سے دوسرے محل، ایک قلعہ سے دوسرے قلعہ کی طرف چکر لگایا کرتے تھے اپنے قصائد کو گاتے تھے امراء اور ذی وجاہت لوگوں کی تعریف کرتے تھے اور اپنے ادب کو علم سٹر غنسٹ کہتے تھے ان کے اشعار میں عرب کی طرح قوافی کا استعمال نہیں ہوتا تھا بجائے قوافی کے ان کے یہاں وقف کرنے کے لئے جگہ یعنی مرکز موقف ہوتے تھے جیسے وہ اشعار جن کو بکریوں کے چرواہے گاتے تھے ہاں اس شاعری کا ایک فن ضرور تھا جس کو وہ لوگ تنسون Tenson کہتے تھے جو اندلسی شاعری سے مشابہ تھی اہلِ علم کا بالکل اتفاق ہے قوافی بروفنسال شاعری میں پہلی مرتبہ داخل ہوئی اور وہ بالکل عرب سے ماخوذ ہے فرانسیسیوں کے نزدیک قافیہ شعر کے ہر دو بیت یا ہر دو قطعہ کے اخیر میں صوتی حروف کے اخیر والے حرف کا اور اس کے مابعد والے ساکن حرف کا متحد ہونا ہے جیسے ساج و باج Page, Sage لہٰذا جس چیز کو سماع اور تقلید سے لیا وہ علم قوافی ہے اس سے پہلے وہ لوگ قافیہ کے عوض میں اسونانس Assonance استعمال کرتے تھے اور اس کے معنی شعر کے ہر دو بیت کے اخیر میں صوتی حروف کے اخیر والے حرف کا متحد ہونا اور اس کے بعد والے ساکن حرف کا کوئی لحاظ نہ ہونا ہے جیسے ساج Sage اور آرم Arme جن حضرات نے سائنس فلسفہ

لہ تاریخ الادب لافرنج والعرب از رومی بک الخالدی

ادب ۔ علم تجارت و زراعت نیز مذہبی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے وہ بطریق احسن جانتے ہیں کہ مراقشی عرب کا اثر لاطینی پر کتنا ممتاز و نمایاں ہے، موجودہ شاعری میں قوافی کا جو وجود ہے ان قوافی سے یونان والے بھی ناواقف تھے کہیں کہیں لاطینی زبان میں پتہ ملتا ہے مگر وہ موجودہ قوافی و اوزان سے بالکل مغائر تھی مقاصد بھی جداگانہ تھے یہ صرف عربوں کی ترکیب میں مطابقت کے لئے وضع کی گئی تھی اس کا مقصد شعر کے اختتام کی نشان دہی کے لئے نہ تھا بلکہ مفہوم کی نشان دہی کے لئے تھا ایک فعل Verb یا ایک اسم Noun ایک دوسرے کے مقابل استعمال کیا جاتا تھا اور اس تکرار Repetition کا اثر یہ ہوتا تھا کہ شاعر مطابق اور باہم مشابہ خیالات کو تین یا چار شعر تک جاری رکھ رہا ہے اس کے بعد قوافی و اوزان کا سلسلہ منقطع ہو جاتا تھا قرونِ وسطیٰ کی لاطینی نظموں میں قوافی کا استعمال زیادتی کے ساتھ ملتا ہے یعنی آٹھویں یا نویں صدی میں لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ لاطینی اور عربوں کا اختلاط آٹھویں صدی میں ہوا لہٰذا قرینِ قیاس یہی ہے کہ لاطینی زبان کی پہلی مقفّٰی شاعری عربوں ہی سے لی گئی ہے بالکل یہی حال جرمن کی مقفّٰی شاعری کا ہے یہ بھی ممکن ہے کہ قوط (گاتھ) Goths نے قوافی کو ان مشرقی ممالک سے جہاں سے وہ نکلے تھے یورپ میں رائج کیا ہو لیکن شعر کی قدیم صورت ٹیوٹانک قوم Teutonic Nation میں اسکینڈینیوا Scandinavia سے لی گئی تھی جس میں ردیف Alliteration تو تھی مگر قافیہ Rhyme نہ تھا۔ ردیف کے معنی الفاظ کی ابتدا میں انھیں حروف کو بار بار لانا ہے نہ کہ ختم پر اسی آواز کو دہرانا اور مکرر لانا ذیل میں اسی ردیف Alliteration کی جو قافیہ کی جگہ مستعمل تھی مثال لکھی جاتی ہے:

له Hell verheissen.

It is an example of the alliterations which supplied the place of rhyme. The lines are from the German imitation of Fouque. (Simonds. An historical view of the literature of south of Europe.)

Hats mein ohein
Kurz mein leben kuhn mein lust;
Rasch mein rasch,
Raub der ausgang,
Fliessend blut in Nyungenstam

یہی ردیف Alliteration شمالی زبانوں کا زیور تھا اور جنوبی اقوام کے یہاں اسونانس Assonance کا استعمال نمایاں تھا لیکن قوانی جو عربی کی ہر اصناف کی شاعری کے لوازمات میں سے تھی اور ہے اور جو کانوں کے لئے خوش آیند تھے اس کو تروبادوروں نے بروفانسال شاعری میں روشناس کرایا عربی شاعری میں ان قوافی کا استعمال نظم کے اختتام تک جاری رہتا ہے اور درمیان میں کہیں یہ سلسلہ منقطع نہیں ہوتا جیسا کہ Nibelungen کی شاعری میں ہوتا ہے اسی طرح یہ اندلسی عربی شاعری کی قدیم خصوصیت ہے شہنشاہ فریڈرک Frederick جس نے بہت سے قصائد عربی میں لکھے ہیں کی ایک مشہور نظم ثابت کرتی ہے کہ قوافی کا بالکل یہی سلسلہ بروفنسال شاعروں نے استعمال کیا ہے۔ یہ شہنشاہ جو تقریباً تمام زبانوں سے واقف تھا ریمونڈ برنجر (۲) کاونٹس آف پراونس Raymond Berger II Count of Provence سے تورن Turan میں ۱۱۵۴ء میں ملا اور اس کو خلعت و جاگیر دی کاونٹس مذکور کے ساتھ بہت سے شعرا تھے جو اس کی قوم کے تھے ان شاعروں نے فریڈرک کو اپنے اعلیٰ اعلیٰ نازک خیالات کی کثرت اور اشعار کی ہم آہنگی اور اجزا کی باہمی مطابقت سے بہت خوش کیا جس کا فریڈرک نے ان الفاظ میں جواب دیا:۔

French	English Translation.
Plas mi cavalier Francez	A Frenchman I'll have for my cavalier
Ela donna catalana.	And a catalonian dame.

El'onrar del Ginoes,	A Genoese for his honour clear
Ela court de castellana,	And a court of castilian fame;
Lou cantar Provencalez	The Provancal songs my ear to please,
Ela danza Trevisana,	And the dances of Trevisan.
Elou corps Aragones,	I'll have the grace of the Arragonese.
Ela perla juliana,	And the pearl of Julian;
La manse Kora dus Angles	An Englishman's hands and face for me,
Elou donzel de Toscana	And a youth I'll have from Tuscany.

عربی شاعری میں بھی ہر شعر کا دوسرا مصرعہ اکثر اسی حرف پر ختم ہوتا ہے اور اسی تکرار کو پروفنسال نے اسی طرح سے اختیار کیا اسی کی ایک دوسری شاندار مثال Geofrey de Rudel کے اشعار میں پائی جاتی ہے یہ پروفنسا کے Bliewx کا ایک شریف زادہ تھا اور ان لوگوں میں تھا جن کو Frederick Borbarossa کے سامنے ۱۱۵۴ میں پیش کیا گیا تھا یہ اشعار حسب ذیل موقع پر کہے گئے تھے :- کچھ بہادران سرزمین مقدس Holy Land سے واپس ہو کر ٹریپولی Tripoli کی شہزادی (Countess) کی شاندار مہماں نوازی کی پرجوش تعریف کی جعفری روڈل Geoffry Rudel بن دیکھے عاشق ہو گیا اور اپنے ایک دوست Bertrand d'Allamanon کو جو اسی کی طرح ترو بادور تھا ساتھ لے کر لیون Levant گیا اور جہاز پر سوار ہو کر سرزمین مقدس پہنچا راستے میں شدید بیمار ہو گیا اور جب ٹریپلی Tripoli کے بندرگاہ پر پہنچا تو بولنے کی طاقت بھی نہ تھی جب شاہزادی کو اطلاع ہوئی کہ ایک مشہور شاعر اس کے عشق میں مر رہا ہے تو وہ جہاز ہی پر جا کر اس سے ملی اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور اس کو ڈھارس دلایا اور خوش کرنے کی کوشش کی تا کہ اس کے رگ و ریشہ میں کچھ قوت آجائے جعفر نے قوت گویائی کو محسوس کر کے تہ دل سے اس کا شکریہ

ادا کیا اور جذباتِ محبت کا اظہار کیا اور یکایک اسی اثنا میں موت کا شکار ہو گیا تریپولی
Tripoli میں مدفون ہوا شہزادی نے اس کی یادگار میں ایک قبہ بنایا جس پر ایک عربی کتبہ
نصب کیا بہرحال وہ نظم جس کو اس نے اپنے آخری سمندری سفر سے پہلے کہا تھا وہ محفوظ ہے
جو ناظرین کے لئے دلچسپی اور صحیح قسم کا اثر معلوم کرنے کے لئے اصل بروفنسال معہ ترجمہ
فرانسیسی و انگریزی لکھی جاتی ہے

Provencal بروفنسال	الترجمة الفرنسارية Yrech
Irat et dolent men Partray	Irrite, dolent Partirai
Si ell non veryat amour de luench	Si ne vois cat amour de loin
Et non say qu, aurala veray	Et ne sais quand je le verrai
Car sont trop noutras terras luench	Car sont par trop nos terres loin
Diell que fer tout van e vay	Dieu qui toutes choses as fait
Et forma aquest amour luench	Et, formas cet amour si loin
My don Poder al car cat hay	Donne force a mon Coeur, car ai,
Esper vezer l, amour de luench	L'espoir de voir m, amour all loi[n]
Sagnour tenes mi Pour veray	Ah! seigneur, tenez Pour line vrai
L, amour qu, ay vers ella de luench	L, amour que ai Pour elle de loi[n]
Car Pour un bean que men eslay	Car Pour un line que j'en aurai,
Hay mille malo, tant soy de luench	Jai mille maux tant je suis loin
Jad, auta amour non jauzirai	Jad'auta amour de loin
Si iew non jau dest amour de luench	Si non dect amour de loin
ou, une Plur bella non en say	ou, une Plus, belle je ne 'n scais

Provench پروفنسال Frenchالترجمة الفرنسارية

En luez que sia ny Preyni luench En lien qui soit ni Preo ni loin

English translation الترجمة الانجلیزیة

Angry and sad shall be my way
If I behold not her afar.
And yet I know not when that day,
Shall rise for still she dwells afar,
God, who hast formed this fair array,
of worlds, and Placed my love afar,
Strengthen my heart with hope, I pray.
of seeing her I love afar.
oh, Lord believe my faithful lay;
for well I love her though afar,
Though but one blessing my repay.
The thousand griefs I feel afar.
No other love shall shed Its ray.
on me, if not this love afar;
A brighter one. where, e'er I stray
I shall not see, or near or far.

دیکھئے یہاں پروفنسال شاعری کی نظم کے قوانی کی مطابقت کے لئے تراجم میں بھی قوانی کا لحاظ رکھا گیا تروبادور ہمیشہ اسی خاص طرز ہی کے پابند نہیں رہے جو بالکل عربی ہے

بلکہ انھوں نے ہزاروں مختلف قسم کے قوافی بنائے یہی قوافی بروفنسال شاعری کی بنیاد تھے جہاں سے کہ یہ موجودہ یورپ کی کل قوموں کی شاعری میں رنگ گئی اعداد اور تلفظ کے نشانات اور لب ولہجہ عربی ہی طریقہ کو نقل کر کے بروفنسال شعراء نے اختیار کیا بروفنسالی شعراء نے قوافی کا استعمال تیرہویں صدی میں کیا عرب سے نظم میں مدح ۔ غزل ۔ نسیب ہجو اور ہزل لیا جس کا نام لیریک lyric اور ساتیریک satire ہے جیسا کہ نثر میں قصص ملح ۔ ضرب الامثال لیا بعض ایسی چیزیں بھی ہیں جن کو نثر کی حالت میں نقل کر کے نظم کر دیا اگر عرب کے جنوبی پڑوسی اور ان کی لغت اوق Languedoc کے لئے غلبہ ہوتا تو ہم فنون عربیہ کی بہت سی چیزوں کو موجودہ فرانسیسی زبان میں ضرور پاتے لیکن غلبہ شمالی باشندہ اور ان کی لغت اویل Languedoil کو ہوا اور ان کے تروفیر Trouveres شعراء سوائے حماسی اشعار کے اور کچھ نہ جانتے تھے ان کے قصائد چھوٹے چھوٹے ہوتے تھے اور بیت کی تالیف اس طرح کی جاتی تھی کہ ان میں قافیہ نہ ہوتا تھا ہاں ان کے یہاں اسونانس Assonance ضرور تھا جیسا کہ اغانی رولان Chanson de Roland میں دیکھا جا سکتا ہے تیرہویں صدی میں تروفیر شعراء تروبادور کے طریقہ پر اشعار کہنے لگے اور ان سے قوالی ۔ رقت غزل ۔ لحن موسیقی سیکھا ان کے شہسوار عرب کے شہسواروں کی تقلید کرنے لگے اور سوار کی فضیلت سواری میں مہارت ۔ اشعار کی یادداشت ۔ اور شطرنج کے کھیل پر موقوف ہو گئی ان کی شاعری میں عربی قوافی کے داخل ہونے سے ایک لطیف حسن پیدا ہو گیا یہیں پر ایک بات اور قابلِ غور ہے وہ یہ کہ ابن قزمان کی نظموں میں اندلس کے درباری شعراء کے بلند خیالات اور عام نظموں کی صحیح داستان کا پتہ نہیں ملتا اگرچہ Guillaume of Poitiers کے بعض کارنامے اسی قسم کی اخلاقیات سے دور نہیں ہیں مگر پھر بھی اندلسیوں کی اس عام نظم کا لب و لہجہ بروفنسا کی رسمی شاعری سے جو ان کی درباری شاعری کا نمونہ کمال ہے بالکل مختلف معلوم ہوتا ہے لیکن ابن قزمان تو عربی اندلسی معاشرت کے ایک حیرت انگیز انحطاط کی نمائندگی کرتا

ہے عربی مصنفین نے جو دوسری مشہور نظموں کے تراجم کا حوالہ دیا ہے اس سے غلب یہی معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے ہر دل عزیز کارناموں میں (خاص کر گیارہویں صدی میں جب اندلس کی تہذیب اوجِ کمال پر تھی) درباری شاعری کا نمونۂ کمال بطریق احسن منعکس ہے اس قسم کی شہادتوں سے جن سے اندلسی درباری شاعری اور بروفنسا کی شاعری کا منطبق اور باہم مماثل ہونے کا ثبوت ملتا ہے تبدیلی اور تاثیری اصول کو رد نہیں کیا جا سکتا اس کے علاوہ اندلسی اور بروفنسال شاعری کی ہم آہنگی اور نغمہ و لحن کی باہمی یگانگت بھی اس پر کافی روشنی ڈالتی ہے Ribera نے تو خود لفظ تروبادور Troubadour کو عربی لفظ طرب سے مشتق مانا ہے جس کے معنی گانے اور باجے کے ہیں Music + Song اور اگر تروبادور Troubadour کو Trouver ہی سے متعلق سمجھا جائے تو بھی غور کرنے کا مقام ہے کہ عربی لفظ "وجد" wajd کے معنی بھی محبت۔ درد اور تکلیف کے جذبات کا محسوس کرنا ہے۔ لہذا اگر ہم پروفیسر Mackail کے اس قول پر پورا دھیان نہ بھی دیں "کہ جیسے یورپ مذہب میں (Judaea) کا زیر بار احسان ہے اسی طرح رومانس Romance میں عرب کا زیر بار احسان ہے تب بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ عربی شاعری نے یورپ کی زیر بحث شاعری پر کتنا اثر کیا ہے۔

فنِ تشخیص میں بھی فرانس بنیادی طور سے عرب سے متاثر نظر آتا ہے اس کی ایجاد کنیسہ سے ہوئی یہ لوگ حضرت عیسیٰؑ کے قتل و سولی کا قصہ یا دوسری مقدس ہستیوں کے قصے ڈرامائی طریقے سے ظاہر کرنا چاہتے تھے اور یہ ڈرامائی طریقہ یونانیوں سے لیا تھا یہ لوگ اس طریق سے ناواقف تھے چودھویں صدی میں لاطینی کتابوں کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں ہوا اور ان لوگوں نے علومِ یونان اور ان کا فلسفہ عرب سے لیا اس لئے کہ خود تو یونانی زبان سے نابلد تھے لہذا ارسطو Aristotle کی کتابوں کا ترجمہ اس لاطینی سے کیا جو عربی سے ترجمہ کی گئی تھی اس طرح جب فرانس کو اسلامی زبان کے ذریعہ یونانی حکمت و فلسفہ و علوم کا پتہ

لگا تو یہ لوگ یونانی زبان سیکھنے میں مشغول ہو گئے اور ان کے اشعار تمثیل کی طرف مائل ہو گئے اور ان کے اسلوب کو اختیار کیا اس لئے کہ فن تشخیص یا تمثیل یونان اور روماں میں بکثرت تھا اور پھر فرانسیسی نے اس میں بہت ترقی کی جیسا کہ ان کے تراجیدی Tragedy اور کومیدی Comedy سے ظاہر و باہر ہے الکساندر ہاردی A. Hardy نے باریز Paris میں ایک تھیٹر بنایا اور اس میں بہت سی روایات کو دکھایا جس کے موضوع اسپین سے لئے تھے کیوں کہ وہاں عرب کے پڑوسی ہونے کی وجہ سے فنونِ ادبیہ نے ترقی کی تھی لہذا یہ سب ترقی بنیادی حیثیت سے عرب ہی کی بدولت نصیب ہوئی کیوں کہ انھیں کے مہیا کردہ علوم ان کو اس طرف مائل کرنے کے محرک ہوئے[1] اگرچہ براہِ راست ان سے تشخیص میں زیادہ نہیں لیا۔ اس لئے کہ انھوں نے خود اس فن کی طرف توجہ نہیں مبذول کی اور وہ بھی کسی خامی کی وجہ سے نہیں بلکہ یہ طوالت طلب ہے اور عرب اختصار کا عادی ہے دوسرے عرب برجستہ گو ہے اپنے علاوہ دوسرے پر نظر نہیں ڈالتا تیسرے ان کے عقیدۂ توحید نے بار مینر مضمون کو حرام قرار دیا تھا جو ڈرامائی شاعری کا بڑا عنصر ہے۔

لوئی چہاردہم XIII کے زمانہ کے مشہور ڈرامانگار شاعر فیکتور ہیوگو سے کون ناواقف ہے اس کا باپ یوسف بوناپارٹ Bonapart کے ساتھ اسپین گیا اور یہ مختلف سفر میں ان کے ساتھ رہا وہاں مشرقی آبادیوں کے اثرات دیکھے وہاں اس کے خیالات زیادہ وسیع ہوئے اور اندلسی شاعروں سے متاثر بھی ہوا الفاظ و معانی میں رقت پیدا ہو گئی اور اس کے اشعار میں اندلسی روح نمایاں ہو گئی اپنے قصیدہ "غرناطہ" میں اندلس کے اکثر شہروں کا ذکر کیا ہے۔ اس نے جمعیت "اکادیمیہ لعب الازہار"

---

[1] اس تحریک سے فرانس والے یونانی اور لاطینی کے سیکھنے کی طرف جھک پڑے یہاں تک کہ لوئی چہاردہم کے زمانہ میں اپنے علوم و فنون کو خوب سنوارا مارکیزہ رامبویہ Marquisede Rambouillet نے اپنا گھر ادیبوں کے لئے کھول دیا ۱۶۲۹ء میں اس میں شعراء، ادبا، خواص بغیر طبقی تفریق کے اکٹھا ہو کر اشعار پڑھتے تھے پھر پیرس میں ایک مجلس قائم ہوئی شعراء امراء سے ملنے لگے پہلے صرف بھیک مانگنے کے لئے مخصوص تھے پھر کاردینال رشو Cardinet نے الاکادیمیۃ الفرنساویہ قائم کیا پھر دیکارت نے سنہ ۱۵۹۶ء سنہ ۱۶۵۰ء Richler French academy.

سے [illegible]

Floraux academy of the Jeux میں جو طولوزیں (Toulouse) میں ۱۳۲۳ء م میں قایم کیا تھا اور جس میں عمدہ شعراء کو انعام میں سونے چاندی کے ڈھلے ہوئے پھول دئے جاتے تھے اور جس کا ابتدائی نام مدرسۃ العلم المفرح " College du gai savoir " تھا۔ اپنا قصیدہ " عذاری فیر دون " Virgins of Verdun اور دوسرا قصیدہ " ہنری رابع کی تعریف میں " بھیج کر انعام حاصل کیا تھا اور حقیقت تو یہ ہے کہ جب شہر مون بلیہ (Mont Pellier) میں تیرھویں صدی میں طب کا مدرسہ قائم کیا گیا جو طبیہ مدرسہ سالیرن Salerne کے بعد سب سے قدیم طبی درسگاہ تھی تو یہاں معلمین اور مدرسین عرب اور مستعربین یہودیوں کو بلایا تھا کیوں کہ اس وقت اندلس اوج کمال پر تھا عرب کے اس علم و فضل سے بے حد متاثر ہو کر طولوز میں یہ ادبی ادارہ قائم کیا گیا تھا جس سے فیکتور ہوگو نے انعام حاصل کیا انھیں سب تاثرات کی وجہ سے فیکتور ہوگو کو عرب شعرا سے حد درجہ مماثل نظر آتا ہے اس شاعر نے الشرقیات (Orientales) کے مقدمہ میں لکھا ہے " کہ تمام دنیا ماہر علوم یونانی تھی اب تمام دنیا ماہر علوم مشرقی ہے " All the world was Hellenist now it is orientalist " وہ مشرقی دنیا کی قومی ہمدردی کا معترف ہے " اس کو ان علوم مشرقی میں فنون شاعری کا بیش بہا خزانہ نظر آتا ہے۔ یہ وہ سرچشمۂ فیض ہے جس سے وہ اپنی پیاس بجھانا چاہتا ہے اس کی تصانیف اور اس کی شاعری عرب شعرا سے غایت درجہ مماثل ہے اس کی تصنیف اوراق الخریف ————

میں اس شاعر کی عربی شاعری سے مماثلت و یگانگت قابل دید ہے اللہ تعالیٰ کی تمجید و بزرگی کا بیان دیکھئے یا حیرت و استعجاب کا نظریہ دیکھئے تو عرب شاعر سے متشابہ نظر آتا ہے عرب حیرت کا ذکر یوں کرتا ہے " رب زدنی فیک تحیرا " جیسا کہ مشہور عرب شاعر ابن الفارض نے کہا ہے ؎

زدنی بفرط الحب فیک تحیرا ۔۔۔ وارحم حشا بلظی ھواک تسعرا

فیکتور ہوگو نے اسی حیرت و استعجاب کی سچی تصویر اپنی اس نظم میں کھینچی ہے جس کا عنوان ہے " ما یسمع علی الجبل "